مریض کی نماز اور طہارت کے احکام

ترتیب:
شعبۂ ترجمہ

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سُلی
ٹیلیفون: ۲۴۱۰۶۱۵ فیکس: ۲۴۱۱۷۳۳ ص ب: ۱۴۱۹ ریاض: ۱۱۴۳۱

مریض کی نماز اور طہارت کے احکام

ترتیب:
شعبۂ ترجمہ
مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سُلی
ٹیلیفون: ۲۴۱۰۶۱۵ فیکس: ۲۴۱۱۷۳۳ ص ب: ۱۴۱۹ ریاض: ۱۱۴۳۱

نام کتاب : مریض کی نماز اور طہارت کے احکام

بیماری میں صبر کرنے کی فضیلت اور شرعی رقیہ سے متعلق

احادیث

بیماروں اور ہسپتالوں کے کارکنان سے متعلق فتاوے

مصنف : فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ : آفتاب عالم محمد انس مدنی

نظر ثانی : اسد اللہ عثمان مدنی، محمد فرقان عبد الحفیظ مدنی

صفحات : ۸۰

ناشر : مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سُلّی

اسکین ایڈیشن (آئی آر سی پی کے ڈاٹ کام)

أحكام صلاة المريض وطهارته

ويليها

أحاديث في فضل المرض والرقية الشرعية

وفتاوى للمرضى والعاملين في المستشفيات

جمع وإعداد

قسم الترجمة بالمكتب

مریض کی نماز اور طہارت کے احکام

ترجمہ:

آفتاب عالم محمد انس مدنی

نظرِ ثانی:

اسد اللہ عثمان مدنی

محمد فرقان عبد الحفیظ مدنی

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مریض کی نماز اور طہارت کے احکام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی أَشْرَفِ الأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ۔ وَبَعْدُ:

اس مختصر سے مقالہ کا تعلق مریض کی طہارت اور نماز سے متعلق چند احکام سے ہے۔

اللہ ﷻ نے ہر نماز کے لئے طہارت مشروع قرار دیا ہے، چنانچہ بدن، کپڑا اور نماز کی جگہ سے نجاست دور کرنا اور ناپاکی ختم کرنا نماز کی شرطوں میں سے دو بنیادی شرطیں ہیں، اس لئے مسلم بندہ جب نماز کا ارادہ کرے تو اس کے لئے حَدَثِ اصغر (یعنی پیشاب، پاخانہ اور ہوا نکلنے) کے بعد وضو کرنا اور حَدَثِ اکبر (یعنی جنابت، اور حیض ونفاس) کے بعد غسل کرنا واجب ہے، چنانچہ جس نے پیشاب یا پاخانہ

کیا ہے اس کے لئے وضو سے پہلے پانی سے استنجاء کرنا یا ڈھیلے، پتھر وغیرہ سے پیشاب پاخانہ کی صفائی ستھرائی کرنا ضروری ہے، تاکہ طہارت اور نظافت (پاکی اور صفائی ستھرائی) دونوں چیزیں حاصل ہوسکیں۔

ذیل میں طہارت اور نماز سے متعلق چند احکام بیان کئے جارہے ہیں:

پیشاب اور پاخانے کے راستہ سے نکلنے والی ہر چیز کے نکلنے پر پانی سے استنجاء ٹھیک ویسے ہی واجب ہے، جیسے پیشاب اور پاخانے کے نکلنے پر واجب ہوتا ہے۔

البتہ سوکر بیدار ہونے والے شخص پر یا جس کی ہوا خارج ہوئی ہو اس پر استنجاء کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اسے صرف وضو کرنا ہوگا؛ کیونکہ استنجاء نجاست (گندگی) کو ختم کرنے کے لئے مشروع کیا گیا ہے اور انہیں نجاست نہیں لگی ہے۔

نیز پتھر یا اس جیسی چیز استعمال کرنا پانی سے استنجاء کرنے کے قائم مقام ہوگا، واضح رہے کہ نبی ﷺ سے ثابت شدہ حدیث کی روشنی

میں تین پاک پتھروں سے صفائی حاصل کرنا ضروری ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”جو پتھر سے صفائی حاصل کرے وہ طاق پتھر استعمال کرے“۔ (بخاری ومسلم) اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لئے جائے تو اپنے ساتھ تین پتھر لے کر جائے، صفائی کے لئے یہ تین پتھر کافی ہوں گے“۔ (ابوداود) اور اس لئے بھی کہ مسلم شریف کی حدیث میں نبی ﷺ نے صفائی کے لئے تین سے کم پتھر استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

گوبر، ہڈی، کھانا اور ہر اس چیز سے جو لائق تعظیم ہے صفائی کرنا درست نہیں ہے، اور **افضل** یہ ہے کہ انسان پتھر یا اس جیسی کوئی چیز استعمال کرے، جیسے ٹشو پیپر وغیرہ پھر اس کے بعد پانی استعمال کرے؛ کیونکہ پتھر گندگی کو ختم کردے گا، اور پانی جگہ کو پاک کردے گا، چنانچہ دونوں چیزیں استعمال کرنے سے صفائی زیادہ ہوگی، بہر حال انسان کو صرف پانی سے استنجاء کرنے، یا پتھر یا اس جیسی کسی چیز سے صفائی کرنے یا پتھر کے بعد پانی بھی استعمال کرنے کا اختیار حاصل ہے، انس

رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ”نبی ﷺ قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے تو میں اور میرے ہی ہم عمر ایک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ لے کر آپ ﷺ کے ساتھ جایا کرتے تھے، اور اس پانی سے آپ ﷺ استنجاء کیا کرتے تھے“۔ (بخاری ومسلم)

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی ایک جماعت کو کہا کہ: ”تم اپنے شوہروں کو پانی سے پاکی حاصل کرنے کا حکم دو کیونکہ میں ان سے اس چیز کی وضاحت کرتے ہوئے شرم محسوس کرتی ہوں، اور یہ جان لو کہ رسول اللہ ﷺ پانی سے پاکی حاصل کرتے تھے“۔ (ترمذی نے کہا ہے کہ: یہ حدیث صحیح ہے)

☆ اگر دونوں میں سے کسی ایک پر ہی اکتفا کرنا چاہتا ہے تو پھر پانی ہی سے پاکی حاصل کرنا افضل ہے؛ کیونکہ یہ جگہ کی صفائی کے ساتھ ساتھ گندگی اور اس کے اثر کو بھی ختم کردیتا ہے، اور اس سے صفائی بہتر طریقہ سے ہوتی ہے، لیکن اگر صرف پتھر ہی استعمال کررہا ہے تو تین پتھر کافی ہوں گے بشرطیکہ جگہ کی صفائی ہوجائے، اور اگر صفائی کے لئے

تین پتھر کافی نہیں ہوئے تو چوتھا اور پانچواں پتھر استعمال کرے یہاں تک کہ جگہ کی صفائی ہو جائے، اور افضل یہی ہے کہ طاق ڈھیلے استعمال کرے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پتھر سے صفائی کی وہ طاق پتھر استعمال کرے''۔ (بخاری ومسلم)

واضح رہے کہ داہنے ہاتھ سے پتھر استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے''۔ (مسلم) اور نبی ﷺ کے اس قول کے سبب بھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی پیشاب کرتے ہوئے داہنے ہاتھ سے اپنا عضو تناسل نہ پکڑے اور نہ ہی داہنے ہاتھ سے پاخانے کی صفائی کرے''۔ (بخاری ومسلم) البتہ اگر بایاں ہاتھ کٹا ہوا ہو یا ٹوٹا ہو یا بیماری وغیرہ ہو تو ضرورت کے سبب داہنے ہاتھ سے صفائی کرسکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر پتھر استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ پانی سے بھی استنجاء کرے تو یہ بہتر اور کامل ہے۔

☆ اور چونکہ شریعت اسلامیہ کی بنیاد آسانی اور سہولت پر ہے، اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معذور لوگوں کے عذر کے مطابق ان کی عبادت میں بھی کمی کردی ہے تاکہ بغیر مشقت اور پریشانی کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ''اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی''۔ (۲۲/۷۸)، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں''۔ (۲/۱۸۵)، اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو''۔ (۶۴/۱۶)، اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اگر میں تمہیں کسی چیز کو کرنے کا حکم دوں تو تم اسے اپنی طاقت بھر بجالاؤ''۔ (بخاری ومسلم) اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''یقیناً دین آسان ہے''۔ (بخاری)

☆ بیمار شخص اگر عاجزی کے سبب یا بیماری بڑھ جانے یا دیر سے شفایابی کے ڈر سے حدثِ اصغر سے پانی کے ذریعہ وضو کرکے، یا حدثِ اکبر سے

غسل کر کے طہارت حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو تیمّم کرے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ: اپنے دونوں ہاتھوں سے پاک مٹی پر ایک بار مارے، اور انگلیوں کے باطنی حصہ سے چہرہ کا مسح کرے، اور دونوں ہتھیلیوں کی پشت کو دونوں ہتھیلیوں کے باطنی حصہ سے مسح کرے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَإِنْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ﴾ ''اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کر لو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو''۔ (۶/۵)

اور جو شخص پانی استعمال کرنے سے عاجز ہے وہ اس شخص کے حکم میں ہے جسے پانی نہیں ملا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو''۔

(۱۶/۶۴)، اور نبی ﷺ کے اس قول کے سبب بھی جسے انہوں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو کہا تھا: ''تمہارے لئے کافی تھا کہ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح کرتے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ایک بار مارا، پھر ان دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا مسح کیا''۔
(بخاری ومسلم)

☆ صرف پاک مٹی ہی سے جس کی گرد وغبار ہو تیمم کرنا جائز ہے۔

نیز نیت کئے بغیر تیمّم صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اعمال (کی درستگی) کا دارومدار نیت پر ہے، اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی''۔ (بخاری ومسلم)

مریض کی طہارت کے چند حالات ہیں:

۱- اگر اس کی بیماری تھوڑی سی ہو جس میں پانی استعمال کرنے کے سبب اس کی جان جانے کا اندیشہ نہ ہو اور نہ ہی کسی خطرناک بیماری کا اندیشہ ہو، نہ دیر سے شفایاب ہونے کا خوف ہو، نہ درد بڑھنے کا خوف ہو اور نہ ہی کسی بڑی بیماری کا خوف ہو جیسے دردِ سر اور مسوڑھے کا درد وغیرہ، یا یہ

سالم حصہ کو دھلنا واجب ہے البتہ باقی حصہ کے لئے تیمّم کرے گا۔

۵- اگر بیمار ایسی جگہ پر ہو جہاں نہ تو پانی ہو نہ مٹی، اور اس کے پاس موجود شخص ان میں سے کوئی چیز لا بھی نہ سکتا ہو تو وہ جس حالت میں بھی ہو اسی حالت میں نماز پڑھے گا، اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وقت نکل جانے کے بعد نماز پڑھے، اس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو''۔ (۱۶/۶۴)

۶- جو شخص سلس البول (ہمیشہ پیشاب کے قطرے آنا) کا مریض ہو یا اسے ہمیشہ خون نکلتا ہو یا ہوا خارج ہوتی ہو اور علاج کے بعد بھی شفایابی نہ ہوئی ہو تو اس پر ہر نماز کے لئے نماز کا وقت ہو جانے پر وضو کرنا، نیز جسم اور کپڑے میں لگی گندگی کو بھی دھلنا ضروری ہے۔ یا یہ کہ اگر آسانی ہو تو نماز کے لئے پاک کپڑا خاص کر لے۔ اس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ''اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی''۔ (۲۲/۷۸)، اور یہ فرمان بھی:

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں''۔ (۲/۱۸۵)، اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اگر میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو تم اسے اپنی طاقت بھر بجالاؤ''۔ (بخاری ومسلم) اور ایسا مریض پیشاب اور خون کے قطرے کو کپڑے اور جسم پر پھیلنے اور نماز کی جگہ پر گرنے سے احتیاط کرے۔

اور ایسے مریض کے لئے اس وضو سے نماز کا وقت ختم ہونے تک جو کچھ بھی نماز پڑھنا اور قرآن دیکھ کر تلاوت کرنا میسّر ہو کر سکتا ہے، لیکن وقت ختم ہو جانے کے بعد اس کے لئے دوبارہ وضو کرنا یا اگر وضو کرنے کی طاقت نہیں ہے تو تیمّم کرنا واجب ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے مستحاضہ (اس عورت کو کہتے ہیں جسے حیض کے خون کے علاوہ بھی خون آتا رہے) کو ہر نماز کے لئے وقت ہونے پر وضو کرنے کا حکم دیا ہے، واضح رہے کہ اگر نماز کا وقت ہو جائے تو وضو کر لینے کے بعد نکلنے والے پیشاب (وغیرہ) سے ایسے مریض کا وضو نہیں ٹوٹتا۔

☆ اور اگر اسے پٹی بندھی ہو جس کا بندھا رہنا ضروری ہو تو ایسی صورت

میں وضو اور غسل کرتے ہوئے اس پٹی پر مسح کرے اور جسم کے باقی حصہ کو دھلے۔ اور اگر اس پٹی پر مسح کرنا یا پٹی کے ارد گرد والے حصہ کو دھلنا بیمار کے لئے نقصان دہ ہو تو پٹی لگی ہوئی جگہ اور جس جگہ کو دھلنا نقصان دہ ہے اس کی طرف سے تیمّم کر لینا کافی ہوگا۔

اور وضو کو توڑنے والی ہر چیز سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے، نیز پانی استعمال کرنے کی طاقت ہو جانے پر اور اگر پانی نہ رہا ہو تو پانی مل جانے پر بھی تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔ واللہ اعلم

بیمار کی نماز کا طریقہ:

علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے وہ بیٹھ کر نماز پڑھے، اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو قبلہ کی طرف چہرہ کر کے پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھے، اور مستحب یہ ہے کہ داہنے پہلو کے بل ہو کر نماز پڑھے، اور اگر پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو چت لیٹ کر نماز پڑھے، اس کی دلیل عمران بن حصین ؓ کی روایت

ہے کہ نبی ﷺ انہیں فرمایا: ”کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو تو بیٹھ کر، اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے تو پہلو کے بل لیٹ کر“۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے، اور نسائی نے مزید اس اضافہ کے ساتھ روایت کیا ہے: ”اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے تو چت لیٹ کر“۔

اور جو شخص قیام کرنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن رکوع اور سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اس کے حق سے قیام کرنا معاف نہیں ہوگا بلکہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا، اور رکوع کے لئے اشارہ کرے گا، پھر بیٹھے گا اور سجدہ کے لئے اشارہ کرے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو“۔ (۲/۲۳۸)، اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: ”کھڑے ہو کر نماز پڑھو“۔ (بخاری) اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا عموم بھی اسی کی دلیل ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ”جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو“۔ (۱۶/۶۴)

☆ اگر بیمار شخص کی آنکھ میں بیماری ہو اور معتبر ڈاکٹروں کا یہ کہنا ہو کہ چت لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں تمہاری بیماری کا علاج ممکن ہے ورنہ نہیں تو ایسے بیمار شخص کے لئے چت لیٹ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

☆ اور جو شخص بیماری کے سبب رکوع اور سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو وہ اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرے، اور رکوع کی بنسبت سجدہ زیادہ پست کرے۔

☆ اور اگر صرف سجدہ کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو رکوع کرے اور اشارہ سے سجدہ کرے۔

☆ اور اگر بیمار شخص اپنی پیٹھ نہیں جھکا سکتا ہے تو گردن جھکائے، اور اگر اس کی پیٹھ کمان کی مانند جھکی ہوئی ہو جس سے رکوع کرنے والے کی طرح ہو گیا ہو تو رکوع کرتے وقت مزید تھوڑا سا جھکے، اور رکوع کی بنسبت سجدہ میں جتنا ممکن ہو سکے اپنے چہرہ کو زمین سے زیادہ قریب کرے۔

☆ اور جو بیمار شخص اپنے سر سے اشارہ کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کے لئے

نیت کرنا اور کہنا کافی ہوگا، اور پچھلی دلیلوں کی روشنی میں کسی بھی حالت میں جب تک اس کا ہوش وحواس باقی ہے نماز اس سے معاف نہیں ہو سکتی ہے۔

☆ بیمار شخص قیام، یا قعدہ، یا رکوع، یا سجدہ یا اشارہ ان چیزوں میں سے کسی کے کرنے سے اگر عاجز تھا اور نماز کے درمیان اسے کرنے کی طاقت ہوگئی تو وہ اسے کرتے ہوئے اپنی نماز پوری کرے گا۔

☆ بیمار یا کوئی بھی شخص نماز کے وقت سو یا رہ گیا ہو یا کوئی نماز بھول گیا ہو تو نیند سے بیدار ہوتے ہی یا یاد آتے ہی اس نماز کو پڑھنا واجب ہے، اس کے لئے اس نماز کو اسی جیسی نماز کا وقت ہونے تک کے لئے چھوڑنا جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ”جو شخص کسی نماز سے سو یا رہ جائے یا اسے بھول جائے تو یاد آتے ہی اسے پڑھ لے، اُس چھوٹی ہوئی نماز کا اِس کے سوا اور کوئی کفارہ نہیں ہے“ اور آپ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ ”اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ“۔ (۱۴/۲۰) (احمد ومسلم)

☆ کسی بھی حالت میں نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے، بلکہ مکلّف پر واجب ہے کہ اس کے اندر صحت مندی کے دنوں سے زیادہ بیماری کے دنوں میں نماز کی چاہت ہو، چنانچہ بندہ بیمار ہی کیوں نہ ہو اگر ہوش وحواس باقی ہیں تو وقت ختم ہوجانے تک فرض نماز نہ پڑھنا اس کے لئے جائز نہیں ہے، بلکہ طاقت کے مطابق وقت پر ہی اس کے لئے نماز پڑھنا واجب ہے، چنانچہ اگر بیمار مکلّف ہے اور ہوش وحواس میں ہے اور اشارہ ہی سے سہی وہ نماز پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا، بلکہ علماء کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ اس کے سبب وہ کافر ہوجائے گا۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ’’ہمارے اور کافروں کے بیچ حدّ فاصل نماز ہے، چنانچہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا‘‘۔ (احمد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ) اور آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: ’’ہر چیز کی بنیاد اسلام ہے، اور اس کا ستون نماز ہے، اور اس کا کوہان اللہ کے راستہ میں جہاد ہے‘‘۔ (احمد، ترمذی اور ابن ماجہ) اور نبی ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: ’’انسان اور کفر وشرک کے درمیان حائل چیز نماز کا چھوڑنا ہے‘‘ (اسے

امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے)، اور یہی قول ’’کہ: جان بوجھ کر نماز چھوڑنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے‘‘ نماز کی شان میں وارد قرآنی آیات اور ذکر شدہ احادیث کی روشنی میں زیادہ صحیح ہے۔

☆ اور اگر بیمار کے لئے ہر نماز کو اس کے وقتِ مقررہ پر پڑھنا مشکل ہو تو ظہر اور عصر کے درمیان نیز مغرب اور عشاء کے درمیان جمعِ تقدیم یا جمعِ تاخیر کرنا جو بھی اس کے لئے آسان ہو وہ جائز ہے۔ اگر چاہے تو عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ پڑھ لے، اور اگر چاہے تو ظہر کی نماز تاخیر کر کے عصر کی نماز کے ساتھ پڑھ لے، اور اگر چاہے تو عشاء کی نماز پہلے پڑھ لے مغرب کے ساتھ، اور اگر چاہے تو مغرب کی نماز دیر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھے۔ البتہ فجر کی نماز نہ تو اس سے پہلے والی نماز کے ساتھ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اس کے بعد والی نماز کے ساتھ، اس لئے کہ فجر کا وقت پہلے اور بعد والی دونوں نمازوں کے وقت سے منفصل ہے۔

مریض کے حالات سے متعلق طہارت اور نماز کے یہ چند

مسائل ہیں۔

اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ وہ مسلمانوں کے بیماروں کو شفا عطا کرے، ان کے گناہوں کو مٹا دے، اور ہم سبھوں کو دنیا اور آخرت میں معاف فرما دے اور عافیت عطا کرے۔ وہ بہت زیادہ بخشش کرنے والا کرم نواز ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، وَأَتْبَاعِهِ بِإِحْسَانٍ إِلىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ۔

مفتی عام مملکت سعودی عرب

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

-رحمہ اللہ-

أحاديث في فضل المرض والرقية الشرعية

بیماری میں صبر کرنے کی فضیلت اور شرعی رقیہ سے متعلق وارد شدہ احادیث

ترجمہ:

آفتاب عالم محمد انس مدنی

نظرِ ثانی:

اسد اللہ عثمان مدنی

محمد فرقان عبدالحفیظ مدنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیماری اور مصیبت پر صبر کرنے کی فضیلت میں

واردشدہ احادیث

۱- ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلم شخص کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، فکر، ملال، تکلیف اور غم لاحق ہوتا ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی جو اسے چبھتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اس کے کچھ گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔ (بخاری ومسلم، یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

۲- ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلم شخص کو بیماری یا اس کے سوا جس چیز سے بھی تکلیف لاحق ہوتی ہے، تو اس تکلیف کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ویسے ہی مٹا دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے''۔ (بخاری ومسلم)

۳- عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلم شخص کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے جو کانٹا چبھتا ہے- اس کے

ذریعہ بھی-''۔ (بخاری ومسلم)

۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ ''جو برا کرے گا اس کی سزا پائے گا''۔ (۴/۱۲۳) تو مسلمانوں پر یہ آیت بہت دشوار گزری، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میانہ روی اختیار کرو اور درستگی کو لازم پکڑلو، کیونکہ مسلم کو جو تکلیف بھی لاحق ہوتی ہے وہ اس کے گناہ کے لئے باعثِ کفارہ ہے، یہاں تک کہ اسے جو مصیبت پہنچتی ہے، یا کانٹا چبھتا ہے- وہ بھی باعثِ کفارہ ہے-''۔ (مسلم)

۵- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سائب تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم کانپ رہی ہو؟'' انہوں نے کہا: بخار ہوگیا ہے، اللہ اس کے اندر برکت نہ دے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو گالی مت دو، کیونکہ یہ ویسے ہی انسان کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی گندگی کو ختم کردیتی ہے''۔ (مسلم)

۶- ام علاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میری بیماری کی حالت میں رسول

اللہ ﷺ نے میری تیمار داری کی، اور آپ نے فرمایا: ''اے ام علاء! خوشخبری سن لو، یقیناً مسلم کی بیماری کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ویسے ہی گناہوں کو مٹا دیتا ہے جیسے آگ سونے اور چاندی کی گندگی کو ختم کر دیتی ہے''۔
(ابوداود نے اسے روایت کیا ہے، اور منذری نے اسے حسن کہا ہے)

۷- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن مرد اور مومنہ عورت پر اس کی جان، اولاد اور مال میں مسلسل مصیبت آتی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ سے وہ اس حالت میں ملتے ہیں کہ ان پر کچھ بھی گناہ نہیں ہوتا ہے''۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے)

۸- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ پر مسلسل مصیبت آتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اسے اس حالت میں کر دیتی ہے کہ وہ زمین پر بلا گناہ چلتا پھرتا ہے''۔ (ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح کہا ہے)

۹- عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''مسلم کو کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑی جو چیز بھی اسے لاحق ہوتی ہے، اس کے ذریعہ اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھی

جاتی ہے، اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے''۔ (مسلم)

۱۰- ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن بندہ کو دردِ سر ہو، یا کانٹا چبھے یا جو چیز بھی اسے تکلیف دے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ذریعہ اس کا ایک درجہ بلند کر دے گا اور اس کے گناہوں کو مٹا دے گا''۔ (اسے ابن ابی دنیا نے روایت کیا ہے اور اس کے سبھی راوی ثقہ ہیں)

میرے پیارے بیمار بھائی!

نبی ﷺ کی صحیح احادیث کا یہ معطر گلدستہ جسے ہم نے آپ کے سامنے بکھیرا ہے، اگر آپ نے اپنی بیماری پر صبر کیا اور اللہ کی تقدیر کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے راضی ہوئے، اس کے سبب آپ نے واویلا نہیں مچایا نہ ہی آپ اس تقدیر سے ناراض ہوئے تو یہ حدیثیں اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کے لئے اجرِ عظیم کی دلیل ہیں۔

اور ذرا آپ غور بھی تو کریں کہ رونے دھونے، ناراضگی اور شکوہ شکایت سے آپ کو کیا حاصل ہوگا؟! یہ چیزیں آپ کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی ہیں بلکہ ثواب کی نیت سے آپ نے صبر نہیں کیا تو یہ

آپ کی تکلیف، کمزوری اور تھکاوٹ میں مزید دوچند اضافہ ہی کریں گی۔

اس لئے میرے بیمار بھائی! اللہ نے آپ کو جو نعمت عطا کیا ہے اس پر آپ اس کی تعریف کیجئے، تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے گناہوں کو مٹادے، آپ کی نیکیوں میں اضافہ فرمادے اور آپ کے درجات بلند کردے۔

میرے بیمار بھائی!

بیماری اور ابتلاء وآزمائش کے فائدوں میں سے یہ ہے کہ وہ انسان کی کمزوری کو واضح کردیتی ہے خواہ وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، اس کی ضرورتمندی اور محتاجی کو روشن کردیتی ہے خواہ وہ بہت زیادہ بے نیاز ہی کیوں نہ ہو، چنانچہ بیمار شخص کا یہ احساس وشعور جسے بیماری کے وقت وہ محسوس کرتا ہے اپنے بے نیاز اور طاقتور رب کی یاد دلاتا ہے جو اپنی بے نیازی اور طاقت میں کامل ہے؛ لہذا وہ اپنے مولیٰ کی طرف پلٹتا ہے جب کہ وہ اس سے پہلے غافل تھا، اور گناہوں کے ذریعہ اپنے رب سے مقابلہ کرنا چھوڑدیتا ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے اس کے

دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔

میرے بیمار بھائی!

بیماری اور ابتلاء وآزمائش کے فائدوں میں سے یہ بھی ہے کہ بیماری آپ کو اللہ کی نعمتیں اس طرح دکھلاتی ہیں گویا کہ آپ نے انہیں اس سے پہلے دیکھا ہی نہ تھا، چنانچہ بیماری کی حالت میں انسان صحتمندی کی نعمت کا حقیقی احساس وشعور کرتا ہے، اور یہ بھی احساس کرتا ہے کہ برسوں تک اللہ نے اسے جو صحتمندی کی نعمت سے نوازا تھا وہ اس میں کوتاہی کرنے والا تھا، یہاں تک کہ اس نے اللہ کا حقِّ شکر بھی ادا نہیں کیا۔ اور پھر یہیں سے اپنے رب سے معاہدہ کرتا ہے کہ وہ اپنی آئندہ زندگی میں اس کی نعمتوں کا شکرگزار ہوگا، مصیبتوں پر صبرآزما ہوگا۔

میرے بیمار بھائی!

اس مناسبت سے میں اپنی بات لمبی نہیں کرنا چاہتا، یہاں پر میں نے صبرآزما مومن کے لئے بیماری اور ابتلاء وآزمائش کے فوائد میں جو صحیح حدیثیں پیش کی ہیں وہ کافی ہیں۔

مریض کے لئے رقیہ

(شرعی دعاؤں کے ذریعہ دم کرنا)

میرے بیمار بھائی!

نبی ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ ہر بیماری کی دوا موجود ہے جوا
جان سکا جان لیا اور جو اس سے لاعلم رہا غافل رہ گیا، اور سب سے بڑ
دوا جو بیماریوں کو دور کرکے ان کا خاتمہ کردیتی ہے، وہ نبوی دعائیں او
قرآنی آیات ہیں جو درحقیقت ربانی دوائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان
ہے: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ "
قرآن جو ہم نازل کررہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت
ہے"۔(۸۲/۱۷)، اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا
هُدًى وَّشِفَاءٌ﴾ "آپ کہہ دیجئے! کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت
وشفا ہے"۔(۴۴/۴۱)

اب آپ کے سامنے بعض وہ شرعی رقیے (دعائیں) پیش
کئے جارہے ہیں جنہیں پڑھ کر آپ اپنے اوپر دم کرسکتے ہیں یا کو

دوسرا پڑھ کر آپ پر دم کرسکتا ہے:

۱-سورہ فاتحہ (ایک یا سات بار) پڑھے۔

۲-﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (تین بار) پڑھے۔

۳-اپنے جسم پر اپنے داہنے ہاتھ کو پھیرے اور یہ دعا کرے: [أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا]

"اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کردے اور شفا عطا کر، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے علاوہ اور کوئی شفا نہیں دیتا، اور ایسی شفا عطا کر جو کسی بھی بیماری کو باقی نہ چھوڑے"۔(بخاری ومسلم)۔

۴-[أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ]

"میں بڑے برتر اللہ سے جو عرش عظیم کا رب ہے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا عطا کرے"۔(سات بار پڑھے)۔(احمد، ابوداود اور ترمذی)

۵-[بِسْمِ اللهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ

نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ]۔

,,میں اللہ کے نام سے تم پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تمہیں تکلیف دے رہی ہے، اور ہر جان کی برائی سے یا حاسد کی بری نظر سے، اللہ تمہیں شفا دے، میں اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں''۔ (مسلم)

۶-مریض اپنا ہاتھ اپنے جسم کی تکلیف دہ جگہ پر رکھے اور تین بار [بِسْمِ اللّٰهِ] ,,میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے،، کہے، اور سات بار [أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ] پڑھے۔

,,میں جو چیز محسوس کرر ہا ہوں اور جس سے ڈر رہا ہوں اس کی برائی سے اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں،،۔ (مسلم)

۷- [أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ]

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلام کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جسے اس نے پیدا کیا ہے''۔ (مسلم)

۸-[أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ]

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل، شامل کلام کی پناہ میں آتا ہوں اس کے غصہ اور عذاب سے، اس کے بندوں کی شر سے، شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے بھی کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں''۔ (ابوداود اور ترمذی)

۹- [أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ]

''میں ہر شیطان، زہریلے جانور اور ہر لاحق ہونے والی نظرِ بد سے اللہ تعالیٰ کے کامل کلام کی پناہ میں آتا ہوں''۔ (بخاری)

۱۰-[بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ]

''میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ آسمان وزمین میں موجود کوئی چیز نقصان نہیں دے گی، اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔ (احمد، ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ)

اور آخیر میں بڑے برتر اللہ سے جو عرش عظیم کا رب ہے میں سوال کرتا ہوں کہ وہ آپ کو شفا عطا کرے، اور صحت وعافیت سے

نوازے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفتی عام مملکت سعودی عرب

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

—رحمہ اللہ—

فتاوى للمرضى والعاملين فى المستشفيات

بیماروں اور ہسپتالوں کے کارکنان سے متعلق فتاوے

ترجمہ:

آفتاب عالم محمد انس مدنی

نظرِ ثانی:

اسد اللہ عثمان مدنی

محمد فرقان عبدالحفیظ مدنی

مقدمہ

ہر طرح کی خوبی اللہ تبارک وتعالی کے لئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے مغفرت کے طلب گار ہیں، ہم اپنے نفس اور اعمال کی برائی سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت عطا کردے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حمد وصلاۃ کے بعد:

محترم قارئین! زیر نظر کتابچہ سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز - رحمہ اللہ - کے فتووں پر مشتمل ہے، جن کا تعلق ہسپتالوں اور ان میں موجود بیماروں، ڈاکٹروں اور نرسوں سے ہے۔ اللہ عزوجل سے دعاء

کرتا ہوں کہ وہ ان کے ذریعہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے، اور اپنے کریم چہرہ کے لئے انہیں خالص بنادے، وہی سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

معوض عائض اللحياني

مکہ - کنگ عبد العزیز ہسپتال

۱۴۱۳/۱/۲۰ھ

پہلی قسم

(ماہِ رجب ۱۴۱۰ھ کو مستشفی نور مکہ مکرمہ میں سماحۃ الشیخ نے ''مسل
طبیب کے لئے پیغام'' کے زیر عنوان لیکچر کے بعد یہ فتاوے دیئے
سوال ا:- ہر شخص یہ جانتا ہے کہ بیمار شخص آپریشن کے بعد ہوش آ
تک بے ہوشی کی حالت میں ہوتا ہے، اور مزید یہ کہ ہوش آنے کے
بھی چند گھنٹوں تک درد سے کراہ رہا ہوتا ہے، تو کیا وہ ایسی صورت
آپریشن سے پہلے نماز پڑھے، جب کہ ابھی نماز کا وقت نہیں ہوا
یا حسّی طور پر ادائیگی کی قدرت ہونے تک نہ پڑھے، اگر چہ ایک دن
اس سے زیادہ ہی کیوں نہ لیٹ ہوجائے؟

جواب ا)- سب سے پہلے ڈاکٹر پر واجب یہ ہے کہ سنجیدگی کے سات
معاملہ پر غور وفکر کرے۔ چنانچہ اگر علاج کو تاخیر سے شروع کرنا ممکن
تو تاخیر کردے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہوجائے، مثلاً اگر ظہر کا وقت
تو ایسی صورت میں بیمار شخص جب ظہر کا وقت ہوجائے تو ظہر اور عصر

نماز ایک ساتھ پڑھ لے، اور اسی طرح سے رات میں آپریشن شروع
ہونے سے پہلے اگر سورج ڈوب جائے تو مغرب اور عشاء کی نماز ایک
ساتھ پڑھ لے۔ لیکن اگر چاشت کے وقت آپریشن ہو رہا ہو تو ایسی
صورت میں مریض معذور ہے؛ لہذا جب بھی اسے ہوش آئے ایک دو
دن کے بعد ہی کیوں نہ سہی، اس کے ذمہ جو نمازیں باقی رہ گئی ہیں اس
کی قضاء کرلے، اور الحمد للہ اس پر کسی طرح کا کفارہ نہیں ہے؛ کیونکہ اس
بیمار کی مثال سونے والے شخص کی طرح ہے کہ جب وہ بیدار ہو اور ہوش
وحواس میں آجائے تو اس کی جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں انہیں ترتیب وار
پڑھ لے پہلے ظہر کی پھر عصر کی اور اسی ترتیب سے جو بھی نمازیں چھوٹی
ہیں سبھوں کی قضاء کرے، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص نماز سے
سویا رہ جائے یا بھول جائے تو یاد آتے ہی اسے پڑھے، اس چھوٹی ہوئی
نماز کا یہی کفارہ ہے''۔ (بخاری ومسلم) اور بیماری یا علاج کے سبب بیہوشی کا
حکم بھی نیند کا حکم ہے بشرطیکہ یہ بیہوشی تین دن سے زیادہ تک نہ رہے،
اور اگر تین دن سے زیادہ تک بیہوشی باقی رہی تو نمازوں کی قضا ساقط

ہوجائے گی، اور ایسی صورت میں بیمار معتوہ (فاقد العقل مجنون) کے حکم
میں ہوگا یہاں تک کہ اس کی عقل واپس لوٹ آئے، عقل واپس لوٹنے
کے بعد نئے سرے سے نماز شروع کرے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے
"تین لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے؛ سونے والے سے یہاں تک کہ
بیدار ہوجائے، بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہوجائے، اور پاگل سے
یہاں تک کہ اسے افاقہ ہوجائے"۔ (احمد، نسائی، ترمذی، ابوداود اور ابن ماجہ) بچے اور
پاگل کے حق میں قضا کرنے کی بات نہیں آئی ہے، البتہ سونے والے
اور نماز بھول جانے والے کے حق میں قضا کرنے کا حکم نبی ﷺ سے
ثابت ہے۔ اللہ توفیق دینے والا ہے۔

سوال ۲)- میں از خود وضو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں اور میرے
پاس کوئی میری مدد کرنے والا بھی نہیں ہے، تو کیا ایسی صورت میں جب
کہ ہر دن ہسپتال کی دیوار، فرش اور چادر کی صفائی ہوتی ہے، مَیں
نمازوں کے لئے تیمّم کیا کروں؟ نیز بیان کردہ صورتِ حال میں مَیں تیمّم
کیسے کیا کروں؟

جواب ۲)- اگر بیمار کے پاس کوئی وضو کرانے والا نہیں ہے اور خود سے
وضو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے، تو اس فرمانِ باری تعالیٰ کی روشنی میں
تیمّم کرے گا: ﴿وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ
مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا
صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ﴾ "اور اگر تم بیمار
ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ
ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی
سے تیمّم کرلو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو"۔ (۵/۶)

اور جو شخص پانی استعمال کرنے اور تیمّم کرنے سے عاجز ہو وہ
معذور ہے، چنانچہ اس پر لازم ہے کہ وقت مقررہ پر وضو اور تیمم کے بغیر
ہی نماز پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾
"جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو"۔ (۶۴/۱۶)، اور نبی ﷺ کا
فرمان ہے: "جس چیز سے میں نے تمہیں روکا ہے اس سے دور رہو، اور
جس کا میں نے حکم دیا ہے اسے اپنی طاقت بھر بجالاؤ"۔ (بخاری و مسلم) مزید

یہ کہ کچھ صحابۂ کرام نے نبی ﷺ کے ساتھ بعض سفر میں وضو اور تیمّم بغیر ہی نماز پڑھی اور نبی ﷺ نے اس کے سبب ان پر انکار نہیں کیا، اور واقعہ اس سفر میں پیش آیا جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار ہو گیا تھا اور کچھ صحابۂ کرام نبی ﷺ کے حکم سے اسے تلاش کرنے گ لیکن انہیں نہیں ملا، اور اسی بیچ جب کہ ان کے پاس پانی بھی نہیں تھا نما کا وقت ہو گیا، اور اس وقت تیمّم کرنا مشروع نہیں ہوا تھا، پھر اسی حاد کے سبب تیمّم مشروع ہوا۔ چنانچہ مریض کو اگر پانی استعمال کرنے ک طاقت نہ ہو اور اس کے پاس کوئی وضو کرانے والا بھی نہ ہو تو چار پائی کے نیچے برتن وغیرہ میں صاف مٹی ہونے کی صورت میں اس سے تیمّم کر واجب ہے، اور یہ تیمّم وضو کے قائم مقام ہوگا۔ نیز اس معاملہ میں غفلت برتنا جائز نہیں ہے، بلکہ ہر ہسپتال کے ذمہ داروں پر اس کا اہتمام کرنا واجب ہے۔

بیمار پر وضو اور تیمّم کرنے سے پہلے پیشاب و پائخانہ سے فراغت کے بعد پانی یا ڈھیلے سے استنجا کرنا واجب ہے، پر پانی

استعمال کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ صاف ٹیشو پیپر وغیرہ جیسے پتھر، مٹی، اینٹ اور لکڑی وغیرہ استعمال کرنا بھی کافی ہے، یہاں تک کہ گندگی دور ہو جائے، اور واجب یہ ہے کہ کم سے کم تین مرتبہ صفائی کرے، اگر تین بار میں صفائی نہ ہو سکے تو صفائی ہو جانے تک مزید استعمال کرنا واجب ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''جو پتھر سے صفائی حاصل کرے وہ طاق پتھر استعمال کرے''۔ (بخاری و مسلم) اور آپ ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے تین سے کم پتھر استعمال کرنے سے روکا ہے، ساتھ ہی ہڈی اور گوبر سے بھی استنجا کرنے سے روکا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''یہ دونوں پاک نہیں کرتے''۔

سوال ۳)- اگر میرے ایک یا دونوں ہاتھوں میں پلاسٹر بندھے ہوں، یا ان میں زخم ہو اور پانی کا استعمال نقصان دہ ہو، تو تیمّم کا کیا طریقہ ہوگا؟ اور کیا تیمّم میں چہرہ کی مقدار وہی ہے جو وضو میں ہے؟

جواب ۳)- ہاں، وضو جیسے ہی تیمّم میں بھی چہرے کی مقدار ہے، چنانچہ مٹی سے چہرے کا مسح کرے گا پیشانی کے اوپری حصہ سے داڑھی تک،

اور ایک کان سے دوسرے کان تک، اور اپنے دونوں ہاتھوں کے اوپری اور اندرونی حصہ کا مسح کرے گا، ہتھیلی کی جوڑ سے انگلیوں کے کناروں تک۔ اور اگر دونوں ہاتھوں میں پلاسٹر ہو یا زخم ہو تو مٹی سے پلاسٹر پر مسح کرنا کافی ہوگا، اور اگر ہاتھوں میں زخم ہو تو ہاتھوں پر مسح کرنا کافی ہوگا، اور اگر ایک ہاتھ صحیح سالم ہو اور دوسرا زخمی ہو یا اس پر پلاسٹر ہو تو جو ہاتھ ٹھیک ہے اسے پانی سے دھلے اور زخمی ہاتھ پر پانی سے مسح کرے، اور اگر پلاسٹر ہو تو پلاسٹر پر مسح کرے، جیسا کہ اگر دونوں ہاتھوں یا ایک پر کپڑے وغیرہ کی پٹی ہونے کی صورت میں کرتا۔ لیکن اگر اس کے لئے پانی نقصان دہ ہو یا پانی نہ ہو تو تیمّم کافی ہوگا۔

سوال ۴)۔ کیا میل (MALE) نرس پائے جانے کی صورت میں بھی فیمیل (FEMALE) نرسوں کے لئے بیمار مردوں کی تیمارداری جائز ہے؟

جواب ۴)۔ سارے ہسپتالوں کے ذمہ داروں پر واجب یہ ہے کہ مردوں کے لئے نرس مرد ہوں اور عورتوں کے لئے نرس عورتیں ہوں، یہ

واجب ہے، جس طرح سے کہ مردوں کے لئے، مرد ڈاکٹر کا ہونا، اور عورتوں کے لئے لیڈی ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے، مگر سخت ضرورت کے وقت کہ بیماری کو جاننے والا اگر صرف مرد ہی ہو تو اس حالت میں اس کے لئے عورت کا علاج کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے، اسی طرح اگر مرد کی بیماری کا علم صرف عورت کو ہی ہو، تو ایسی صورت میں اس کے لئے مرد کا علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ واجب تو یہی ہے کہ مردوں کے لئے مرد ڈاکٹر ہو، اور عورتوں کے لئے لیڈی ڈاکٹر ہو، اور اسی طرح سے میل اور فیمیل نرسوں کا معاملہ ہے کہ مردوں کے لئے نرس، مرد ہوں، اور عورتوں کے لئے نرس، عورتیں ہوں، تاکہ فتنوں کے اسباب کا خاتمہ ہو، اور حرام کردہ تنہائی سے بچا جا سکے۔

سوال ۵)۔ جس بیمار کو پیشاب کی تھیلی لگی ہو وہ کیسے نماز پڑھے گا؟ اور اس کے وضو کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟

جواب ۵)۔ وہ اپنی حالت کے مطابق نماز پڑھے گا، سَلَسُ البَول (بار بار قطرہ قطرہ کر کے پیشاب آنے کی بیماری) کے مریض، اور مستحاضہ

عورت (جس عورت کو ماہواری کے علاوہ خون آتا ہو) کے نماز پڑھنے
کی طرح۔ چنانچہ نماز کا جب وقت ہوجائے تو بیمار اپنی حالت کے
مطابق نماز پڑھے، اگر پانی استعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے
تو تیمّم کرے، لیکن اگر پانی استعمال کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو پانی سے
وضو کرنا واجب ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا
اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو''۔ (۱۶/۶۴)
اور وضو یا تیمّم کے بعد نکلنے والے پیشاب سے کوئی حرج نہیں ہے، لیکن
وقت ہونے کے بعد ہی وضو کرے، اور وقت باقی رہنے تک اگرچہ
پیشاب کا قطرہ نکلتا رہے، اسی وضو سے نماز پڑھے؛ کیونکہ وہ اس کے
لئے مجبور (مضطر) ہے۔ جیسا کہ سَلِسِ الْبُوْل کا مریض وقت پر نماز
پڑھے گا خواہ اس کے عضو تناسل سے پیشاب کیوں نہ نکل رہا ہو، اور اسی
طرح مستحاضہ وقت پر نماز پڑھے گی اگرچہ لمبی مدت تک اسے خون
کیوں نہ جاری رہے وہ اپنی حالت کے مطابق ہی نماز پڑھے
گی۔ چنانچہ جس کی ناپاکی دائمی ہو وہ وقت ہونے کے بعد ہی وضو

کرے، کیونکہ نبی ﷺ نے مستحاضہ عورت کو یہ حکم دیا کہ: ''ہر نماز کے
وقت وضو کرو''۔ چنانچہ سَلِسِ الْبُوْل کا مریض، مستحاضہ اور یہ بیمار شخص
جس کے متعلق سوال کیا گیا ہے وقت باقی رہنے تک ساری فرض اور نفل
نمازیں پڑھیں گے، قرآن ہاتھ میں لے کر پڑھیں گے، اور مکہ میں
ہوں تو کعبہ کا طواف کریں گے، لیکن وقت ختم ہوتے ہی ان سارے
کاموں سے رک جائیں گے یہاں تک کہ جس نماز کا وقت ہوا ہے اس
کے لئے وضو کرلیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

سوال ۶)۔ جس شخص کے کپڑے پر خون کے دھبے ہوں تو کیا وہ اسی
حالت میں نماز پڑھے گا یا پاک کپڑا آنے تک انتظار کرے گا؟

جواب ۶)۔ جس حالت میں ہے اسی حالت میں نماز پڑھے گا، چنانچہ
نماز کو اتنا موخر نہیں کرے گا کہ وقت ختم ہوجائے، بلکہ اگر وقت ختم
ہونے سے پہلے کپڑے کو دھلنا یا اسے بدل کر دوسرا پاک کپڑا پہننا ممکن
نہ ہو تو اس فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''جہاں
تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو''۔ (۱۶/۶۴) کی روشنی میں جس

حالت میں ہے اسی حالت میں نماز پڑھے گا۔

طاقت ہونے کی صورت میں مسلم پر واجب یہ ہے کہ کپڑے پر موجود خون کو دھلے، یا ناپاک کپڑے کو بدل کر پاک کپڑا پہنے۔ لیکن طاقت نہ ہونے کی صورت میں جس حالت میں ہے اسی حالت میں نماز پڑھے، اور سابقہ آیت کریمہ اور نبی ﷺ کی اس حدیث: ''جس چیز سے میں نے تمہیں روکا ہے اس سے دور رہو، اور جس کا میں نے حکم دیا ہے اسے اپنی طاقت بھر بجالاؤ'' (بخاری ومسلم) کی روشنی میں اسے نماز نہیں لوٹانی ہوگی۔

سوال ۷): - ہسپتال سے منسلک کچھ خواتین اپنی سہیلیوں یا اپنے ساتھ کام کرنے والے مردوں سے اونچی آواز میں باتیں کرتی ہیں، اور کچھ مرد ڈاکٹر وغیرہ سے مصافحہ بھی کرتی ہیں، اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور کیا ہماری خاموشی پر ہمیں گناہ بھی ہوگا؟

جواب ۷): - ڈاکٹر حضرات وخواتین پر واجب ہے کہ بیمار کا خواہ وہ مرد ہو یا عورت خیال رکھیں، اور ان کے پاس اپنی آوازیں بلند نہ کریں،

بلکہ اس طرح کی چیزیں دوسری جگہوں پر کریں۔

رہی مصافحہ کی بات: تو مرد کے لئے غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، چنانچہ لیڈیز ڈاکٹر یا نرس اگر اس کے محرم میں سے نہیں ہیں تو ان سے مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا''۔ (مالک، احمد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ) اور عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اللہ کی قسم کبھی بھی اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ نے کسی (اجنبی) عورت کے ہاتھ کو نہیں چھویا، آپ صرف بات کے ذریعہ عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے، آپ پر رحمت اور سلامتی نازل ہو''۔ (بخاری ومسلم) چنانچہ عورت غیر محرم مرد سے مصافحہ نہیں کرے گی، نہ ڈاکٹر سے نہ منیجر سے نہ بیمار سے اور نہ ہی ان کے علاوہ غیر محرم مردوں سے، بلکہ اچھی بات کرے گی، اور سلام کرے گی، لیکن مصافحہ نہیں کرے گی اور نہ ہی بے پردگی کے ساتھ رہے گی، بلکہ نقاب ہی سے سہی اپنے سر، بدن اور چہرہ کو ڈھکی رہے گی؛ اس لئے کہ عورت پردہ اور فتنہ ہے، اور اللہ عز وجل کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا

﴿فَسْئَلُوهُنَّ مِن وَّرَاءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾
[سورة الأحزاب: ٥٣] ''جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کروتو پردے
کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل
پاکیزگی یہی ہے'' (٣٣/٥٣) اور اللہ ﷻ کا یہ بھی فرمان ہے: ﴿وَلَا يُبْدِينَ
زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ﴾ [سورة النور: ٣١] ''اور اپنی آرائش کو
کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے، یا والد کے''
(٢٤/٣١)، اور سر اور چہرہ عظیم ترین زینت ہے، اور اسی طرح سابقہ دونوں
آیتوں کی روشنی میں اس کے ہاتھ اور پیر میں اگر زیور اور پازیب ہوں تو
وہ بھی فتنہ ہیں۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ عورت سراپا پردہ ہے؛ لہذا اس پر
پردہ کرنا اور فتنے کی چیزوں سے دور رہنا واجب ہے۔ اور فتنے کی
چیزوں میں سے اجنبی مرد سے مصافحہ کرنا بھی ہے۔

سوال ۸): ہسپتال سے منسلک کچھ ڈاکٹر، نرس اور صفائی کرنے والی
خواتین تنگ کپڑے پہنتی ہیں، اور اپنے گلے، بازو اور پنڈلی کو کھلا رکھتی
ہیں۔ اس سے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب ۸): ڈاکٹروں اور ان کے علاوہ صفائی ستھرائی کرنے والی
خواتین پر واجب ہے کہ اللہ سے ڈریں، اور باعزت لباس پہنیں جسے
پہن کر ان کے بدن کا اتار چڑھاؤ یا پردہ کی جگہیں ظاہر نہ ہوں، بلکہ
درمیانہ لباس ہو جو نہ کہ بہت زیادہ چوڑا ہو اور نہ ہی تنگ ہو، شریعت میں
جن چیزوں کے پردہ کا حکم دیا گیا ہے انہیں چھپانے والا ہو، فتنے کے
اسباب سے روکنے والا ہو، اور اس کی دلیل ساتویں سوال کے جواب
میں ذکر کی گئیں دونوں آیتیں ہیں، اور نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''عورت
پردہ ہے''۔ (ترمذی) اور آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی: ''دو قسم کے جہنمی ہیں
جنہیں میں نے نہیں دیکھا ہے، (۱) ایسے مرد جن کے ہاتھوں میں گائے
کی دم جیسے لمبے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے،
(۲) اور ایسی عورتیں جو لباس زیب تن کر کے بھی برہنہ ہوں گی، (تکبر
کے ساتھ) کندھے کو بل دے کر چلنے والی ہوں گی، ان کے سر بختی
اونٹ کے مائل کوہان کے مانند ہوں گے، یہ نہ تو جنت میں داخل ہوں گی
اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دوری

سے پائی جاتی ہے"۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے) اور یہ بڑی ہی
زبردست وعید ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھوں میں کوڑے ہوں گے ان
سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے سپرد لوگوں کے معاملے کئے جائیں گے
خواہ وہ پولیس ہوں یا فوجی، یا ان کے علاوہ دوسرے ذمہ داران جو ناحق
لوگوں کو ماریں گے، چنانچہ واجب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ناحق نہ
ماریں۔ البتہ لباس زیب تن ہوکر بھی برہنہ عورتوں سے وہ عورتیں مراد
ہیں جو کپڑے تو پہنے ہوں گی لیکن چھوٹے یا شفاف ہونے کے سبب وہ
لباس انہیں ڈھک نہیں پائیں گے۔ چنانچہ وہ نام کا تو کپڑا پہنے ہوں گی
لیکن حقیقت میں ننگی ہوں گی۔ مثال کے طور پر وہ اپنے سر، سینہ، پنڈلی یا
اپنے جسم کے دیگر حصہ کو کھولے ہوں گی۔ اور یہ سب عریانیت اور برہنگی
کے قبیل سے ہے۔ چنانچہ ان سارے مسائل میں اللہ سے ڈرنا، اور اس
برے عمل سے دور رہنا واجب ہے، اور یہ بھی کہ عورت باپردہ رہے، اور
مردوں میں ہوتے ہوئے فتنوں کے اسباب سے دور رہے۔ نیز عورتوں
کے مابین اس کے لئے مشروع یہ ہے کہ باعزت لباس پہنے تاکہ اس کی

بیماروں اور ہسپتالوں کے کارکنان سے متعلق فتاوے 51

اقتدا کی جائے۔

ڈاکٹر، بیمار اور مریض چاہے مرد ہوں یا عورت ان تمام پر اللہ
سے ڈرنا واجب ہے، بلکہ سارے لوگوں کے لئے اللہ سے ڈرنا واجب
ہے، لہذا خواتین ڈاکٹر و نرس لباس سے متعلق اللہ کا خوف کھائیں
اور فتنوں کی چیزوں سے دور، باعزت اور باپردہ رہیں۔ اللہ تعالی
سیدھے راستہ کی ہدایت دینے والا ہے۔

سوال ۹): -مریضوں کے کچھ کمروں میں ٹیلی ویژن لگے ہوئے ہیں،
مریضوں میں سے کچھ تو اس کی چاہت رکھتے ہیں لیکن دوسرے کچھ
ایسے بھی ہیں جو اس سے ہونے والی تکلیف اور دشواری کے باعث
اسے نہیں چاہتے۔ تو ایسی حالت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب ۹): - ایسی حالت میں جب کہ ایک ہی کمرے میں کئی ایک
مریض ہوں اور ساتھ رہنے والے دوسرے مریض ٹیلی ویژن پسند نہ
کرتے ہوں تو دل جمعی اور فتنہ کے خاتمہ کی خاطر ان کے پاس ٹیلی
ویژن نہ رکھا جائے۔ اور اگر سب اس کی چاہت رکھتے ہوں تو اسے

رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس میں صرف فائدہ مند چیزوں کا ہی مشاہدہ کریں، جیسے ہلکی آواز میں قرآن ہو، علم کی تعلیم ہو اور اس کے علاوہ دیگر چیزیں جو دین و دنیا کے لحاظ سے فائدہ مند ہوں۔ اور جو چیزیں نقصان دہ ہوں جیسے گانے، کھیل کود اور اس جیسی چیزیں انہیں بند کردیا جائے۔ اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اسے مکمل طور پر ہی چھوڑ دیں اور یہی زیادہ بہتر ہے، بہرحال وہ اپنے آپ کو اور اپنی مصلحتوں کو زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ البتہ ایسی چیزوں کے لئے انہیں مجبور کرنا جوان کے لئے باعث تکلیف اور اذیت ہو اور ان کی نیند اور آرام اڑا لے جانے والی ہوں، بلکہ بسا اوقات کچھ ایسے بیوقوف بھی ہوتے ہیں جو اپنے بیمار بھائیوں کی پروا نہیں کرتے تو یہ چیز جائز نہیں ہے۔ اور ایسی صورت میں واجب یہ ہے کہ ٹیلی ویژن بھروسہ مند، اللہ سے ڈرنے والے انسان کی مسئولیت میں ہو جو اگر ان کی خواہش ہو تو ایسے پروگرام چلادے جن میں ان کا فائدہ ہو، اور اگر ان کی خواہش نہ ہو تو اسے بند کردے۔

سوال ۱۰): - مرد و عورت کے مخلوط الوداعی پروگرام کا کیا حکم ہے؟ نیز میوزک کے ذریعہ علاج کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۰): - مرد و عورت کا مخلوط پروگرام درست نہیں ہے، بلکہ واجب یہ ہے کہ مردوں کا پروگرام الگ صرف مردوں کے لئے ہو، اور عورتوں کا پروگرام الگ صرف عورتوں کے لئے ہو۔ کیونکہ باہم مرد و عورت کا اختلاط منکر ہے اور جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔

البتہ میوزک کے ذریعہ علاج کرنے کی کوئی حقیقت نہیں ہے، بلکہ یہ بیوقوفوں کے اعمال میں سے ہے۔ اور میوزک علاج نہیں بلکہ بیماری ہے۔ اور یہ کھیل کود کے آلوں میں سے ہے، جو سارے کے سارے دل کی بیماری اور اخلاقی انحراف کے سبب ہیں۔ بلکہ نفس کے لئے فائدہ مند اور آرام بُخش علاج بیماروں کو قرآن، مفید وعظ و نصیحت اور فائدہ مند حدیثیں سنانا ہے۔ البتہ میوزک یا اس کے علاوہ سارنگی وغیرہ کے ذریعہ علاج مریضوں کو باطل کا خوگر بناتا ہے، ان کی بیماریوں

میں مزید اضافہ کر کرتا ہے، اور قرآن وسنت اور مفید نصیحتوں کو سننے میں
کمی پیدا کردتا ہے۔ **"ولا حول ولا قوة إلا بالله"** اللہ کی مدد کے بغیر
نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کسی چیز سے بچنے کی قوت۔

سوال ۱۱):- کیا ڈاکٹر کے کسی فتوی کے مطابق مریض عمل کرسکتا ہے؟ یا
اس کے لئے عالم دین سے دریافت کرنا ضروری ہے؟

جواب ۱۱):- شرعی احکام کے متعلق ڈاکٹر جو کچھ بھی کہتے ہیں ان مسائل
میں اس کے لئے علماء سے دریافت کرنا ضروری ہے؛ اس لئے کہ طب
سے متعلق علم میں ڈاکٹروں کا اپنا مقام ہے، اور شرعی علم کے علمبرداران
کے علاوہ دوسرے لوگ ہیں۔ چنانچہ مریض ٹیلی فون ہی پہ کیوں نہ سہی
علماء سے دریافت کئے بغیر یا کسی کو بھیج کر سوال کرائے بغیر طبیب کے
فتوی کے مطابق عمل نہ کرے۔ اور طبیب وغیرہ کے لئے بھی بغیر علم کے
فتوی دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ طبیب اس طرح کہے کہ: میں نے فلاں
عالم سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے مجھے یہ جواب دیا۔ طبیب
چاہے جس جگہ، جس ہسپتال اور جس ملک میں ہو وہاں کے علماء اور قضاۃ

سے درپیش مسائل میں سوال کرے پھر مریضوں کو فتوی دے۔ چنانچہ
طبیب پر سوال کرنا واجب ہے اور بغیر علم کے اس کے لئے فتوی دینا
جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ وہ شرعی علم کے علمبرداروں میں سے نہیں
ہے۔ البتہ اس پر واجب یہ ہے کہ طب سے متعلق مسائل کی خبر دے،
درستگی کو اختیار کرے اور ناصح ہو۔

سوال ۱۲):- میں میل (MALE) نرس ہوں، میرے ذمہ مردوں کی
تیمارداری ہے اور میرے ساتھ فیمیل (FEMALE) نرس بھی ہے جو
میرے ہی ڈپارٹمنٹ میں رسمی ڈیوٹی کے بعد میرے ساتھ فجر تک کام
کرتی ہے، بسا اوقات ہمارے مابین مکمل تنہائی ہوتی ہے اور ہمیں اپنے
نفس پر فتنہ کا خوف ہوتا ہے، لیکن ہم اس حالت کو بدل بھی نہیں سکتے، تو
کیا ہم ایسی صورت میں اللہ سے ڈرتے ہوئے اس ملازمت کو
چھوڑ دیں جبکہ ہمارے پاس روزی کی خاطر دوسری ملازمت بھی نہیں
ہے؟ مذکورہ مسئلہ میں ہم آپ کی ارشاد و توجیہ چاہتے ہیں۔

جواب ۱۲):- ہسپتالوں کے ذمہ داروں کے لئے رات میں تنہا میل اور

میں مزید اضافہ کر کرتا ہے، اور قرآن وسنت اور مفید نصیحتوں کو سننے میں
کمی پیدا کردتا ہے۔ "**ولا حول ولا قوة إلا بالله**" اللہ کی مدد کے بغیر
نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کسی چیز سے بچنے کی قوت۔

سوال ۱۱): -کیا ڈاکٹر کے کسی فتوی کے مطابق مریض عمل کرسکتا ہے؟ یا
اس کے لئے عالم دین سے دریافت کرنا ضروری ہے؟

جواب ۱۱): -شرعی احکام کے متعلق ڈاکٹر جو کچھ بھی کہتے ہیں ان مسائل
میں اس کے لئے علماء سے دریافت کرنا ضروری ہے؛ اس لئے کہ طب
سے متعلق علم میں ڈاکٹروں کا اپنا مقام ہے، اور شرعی علم کے علمبرداران
کے علاوہ دوسرے لوگ ہیں۔ چنانچہ مریض ٹیلی فون ہی پہ کیوں نہ سہی
علماء سے دریافت کئے بغیر یا کسی کو بھیج کر سوال کرائے بغیر طبیب کے
فتوی کے مطابق عمل نہ کرے۔ اور طبیب وغیرہ کے لئے بھی بغیر علم کے
فتوی دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ طبیب اس طرح کہے کہ: میں نے فلاں
عالم سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے مجھے یہ جواب دیا۔ طبیب
چاہے جس جگہ، جس ہسپتال اور جس ملک میں ہو وہاں کے علماء اور قضاۃ

سے درپیش مسائل میں سوال کرے پھر مریضوں کو فتوی دے۔ چنانچہ
طبیب پر سوال کرنا واجب ہے اور بغیر علم کے اس کے لئے فتوی دینا
جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ وہ شرعی علم کے علمبرداروں میں سے نہیں
ہے۔ البتہ اس پر واجب یہ ہے کہ طب سے متعلق مسائل کی خبر دے،
درستگی کو اختیار کرے اور ناصح ہو۔

سوال ۱۲): - میں میل (MALE) نرس ہوں، میرے ذمہ مردوں کی
تیمار داری ہے اور میرے ساتھ فیمیل (FEMALE) نرس بھی ہے جو
میرے ہی ڈپارٹمنٹ میں رسمی ڈیوٹی کے بعد میرے ساتھ فجر تک کام
کرتی ہے، بسا اوقات ہمارے مابین مکمل تنہائی ہوتی ہے اور ہمیں اپنے
نفس پر فتنہ کا خوف ہوتا ہے، لیکن ہم اس حالت کو بدل بھی نہیں سکتے، تو
کیا ہم ایسی صورت میں اللہ سے ڈرتے ہوئے اس ملازمت کو
چھوڑ دیں جبکہ ہمارے پاس روزی کی خاطر دوسری ملازمت بھی نہیں
ہے؟ مذکورہ مسئلہ میں ہم آپ کی ارشاد و توجیہ چاہتے ہیں۔

جواب ۱۲): - ہسپتالوں کے ذمہ داروں کے لئے رات میں تنہا میل اور

فیمیل نرس کو تیمارداری کی خاطر ڈیوٹی پر مامور کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ
غلطی اور بہت ہی بری بات ہے؛ کیونکہ اس کا مطلب برائی کی دعوت
دینا ہے، اس لئے کہ جب تنہا مرد اور عورت ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے
تو وہ اس بات سے محفوظ نہیں رہ سکتے کہ شیطان ان کے سامنے برائی او
اس کے وسائل کو مزین کر کے پیش کرے۔ اسی لئے نبی ﷺ سے صحیح
حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مرد کسی (غیر محرم
عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے کیونکہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان
ہوتا ہے“؛ لہذا یہ ملازمت جائز نہیں ہے، اور آپ پر اسے چھوڑ د
واجب ہے؛ اس لئے کہ یہ حرام ہے اور اللہ عزوجل نے جسے حرام کیا
اس کی طرف لے جانے والا ہے۔ اور اگر اس ملازمت کو آپ نے اللہ
کی خاطر چھوڑ دیا تو عنقریب اللہ آپ کو اس سے بہتر ملازمت عن
کرے گا، اس کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَن يَتَّقِ اللّٰ
يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ ”اور جو شخص
اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے، او

اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو“۔ (۶۵/۲-۳)
اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے: ﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ
يُسْرًا﴾ ”اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا، اللہ اس کے (ہر) کام
میں آسانی کر دے گا“۔ (۶۵/۴) اور اسی طرح نرس پر بھی واجب ہے کہ
اس سے بچے اور مقصد حاصل نہ ہو پائے تو ملازمت چھوڑ دے؛ اس
لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں واجب کی ہیں اور جنہیں حرام کی
ہیں آپ میں سے ہر شخص سے ان کا سوال ہوگا۔

سوال ۱۳): - میں چیک اپ روم میں ڈاکٹر ہوں اور اسی روم میں
میرے ساتھ ایک نرس بھی ہوتی ہے، مریض کے آنے تک ہم دونوں
کے مابین مختلف مسائل میں بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں
شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۳): - اس مسئلہ کا بھی وہی حکم ہے جو اس سے پہلے والے مسئلہ کا
حکم ہے؛ لہذا آپ کے لئے اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا
جائز نہیں ہے، اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ مرد نرس اور مرد ڈاکٹر، خاتون نرس

یا خاتون ڈاکٹر کے ساتھ چیک اپ روم میں یا کسی اور جگہ سابقہ حدیث
کی روشنی میں تنہائی اختیار کریں، اور اس لئے بھی جائز نہیں ہے ک
خلوت سوائے ان کے جن پر اللہ کا رحم ہو باقی لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی
ہے۔ چنانچہ یہ واجب ہے کہ مردوں کا چیک اپ صرف مرد کریں، اور
عورتوں کا چیک اپ صرف عورتیں کریں۔

سوال ۱۴): - تیمارداری یا چیک اپ کے رش کے سبب بکثرت میری نماز
چھوٹ جایا کرتی ہے، اور میں اسے بعد والی نماز کے ساتھ اکٹھی کر کے
پڑھتا ہوں ، نیز مریضوں کی خدمت کے سبب میں نمازِ جمعہ میں بھی
تاخیر سے پہنچا کرتا ہوں، تو کیا میرا یہ عمل درست ہے؟

جواب ۱۴): - آپ پر واجب یہ ہے کہ ہر نماز کو وقت مقررہ پر ادا کریں
نماز کا وقت نہ نکلنے دیں، رہی جمعہ کی بات تو اگر آپ نگہبان یا اس جیسے
لوگوں کے عمل پر مامور ہیں جو جمعہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں، تو
آپ سے جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جائے گی اور آپ کو مریض وغیرہ کی
طرح ظہر کی نماز پڑھنی ہوگی، البتہ باقی نمازوں کو وقتِ مقررہ ہی پر

پڑھنا آپ پر واجب ہے، اور آپ کے لئے دو نمازیں اکٹھی کرنا
درست نہیں ہے۔

سوال ۱۵): - ہسپتال سے منسلک کچھ خواتین ہو سکتا ہے جہالت کے
سبب ہی ڈیوٹی کے وقت بھی میک اپ کر کے آتی ہیں؟

جواب ۱۵): - اگر انہیں مرد دیکھتے ہوں تو ان کے لئے میک اپ کرنا
جائز نہیں ہے، البتہ صرف عورتوں کے بیچ ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں
ہے، نیز عورت پر اجنبی مردوں کے سامنے نقاب وغیرہ سے اپنے چہرہ کو
چھپانا واجب ہے، فرمانِ باری تعالی ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعاً
فَسْئَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾
[سورة الأحزاب: ۵۳] ”جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے
کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل
پاکیزگی یہی ہے“۔ (۳۳/۵۳) اور یہ فرمان بھی ہے: ﴿وَلَا يُبْدِينَ
زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ
أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ﴾ [سورة النور: ۳۱] ”اور

اپنی زینت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے
اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے
لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے"۔ (۳۱/۲۴) اور زینت
چہرہ، سر، ہاتھ، پاؤں اور سینہ ہر چیز کو شامل ہے۔

دوسری قسم

(بروز سوموار ۲۷/ ۷/ ۱۴۱۲ھ مستشفی نور مکہ مکرمہ میں سماحۃ الشیخ کے لیکچر
کے بعد پوچھے گئے سوالوں کے یہ فتاوے ہیں)

سوال ۱۶): - لیڈیز ڈینٹسٹ کے لئے مرد کے دانت کا علاج کرنے سے متعلق سماحۃ الشیخ کی کیا رائے ہے، کیا یہ عمل جائز ہے؟ جبکہ اسی شہر میں مرد ڈینٹسٹ بھی موجود ہیں؟

جواب ۱۶): - ہم نے ذمہ داروں کے ساتھ اس معاملہ پر کافی کوشش کی کہ مردوں کی عیادت گاہ مردوں کے لئے ہو اور عورتوں کی عیادت گاہ عورتوں کے لئے ہو، چنانچہ دانت اور اس کے علاوہ سارے شعبوں میں عورتوں کی معالجہ عورتیں ہوں، اور مردوں کے معالج مرد ہوں، اور یہی حق ہے؛ اس لئے کہ عورت پردہ اور فتنہ ہے، سوائے جس پر اللہ رحم کرے۔ چنانچہ واجب یہی ہے کہ لیڈیز ڈاکٹر خواتین کے لئے خاص ہوں، اور مرد ڈاکٹر مردوں کے لئے خاص ہوں، ہاں لیکن اگر سخت

ضرورت ہو کہ مرد کے اندر کوئی ایسی بیماری ہو جس کا معالج مرد نہ پایا
جائے تو ایسی صورت میں عورت کے علاج کرنے میں کوئی حرج کی
بات نہیں ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ
عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾ [الأنعام: ١١٩] ”حالانکہ اللہ تعالیٰ نے
ان سب جانوروں کی تفصیل بتادی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی
جب تم کو سخت ضرورت پڑجائے تو حلال ہے“۔ (١١٩/٦) ورنہ واجب یہ
ہے کہ مردوں کے معالج مرد ہوں اور عورتوں کی معالجہ عورتیں ہوں۔ اور
یہ بھی کہ مرد ڈاکٹروں کا الگ سیکشن ہو، اور لیڈیز ڈاکٹروں کا الگ سیکشن
ہو۔ یا تو مردوں کے لئے خاص ہسپتال ہو، اور عورتوں کے لئے خاص
ہسپتال ہو؛ تاکہ سبھی فتنہ اور مضر اختلاط سے دور رہیں۔ یہی چیز سبھوں
پر واجب ہے۔

سوال ١٧): - میں طبیب ہوں مجھے خارجِ مملکت تعلیم مکمل کرنے کے
لئے اسکالرشپ ملا ہے، لیکن میری بیوی کافر ملک ہونے کے سبب میری
مخالفت کر رہی ہے، کیونکہ اس کے لئے پردہ کی پابندی کرنا ممکن نہیں

ہو پائے گا؟ تو کیا چہرہ کو کھولنا حرام ہے خاص کر جب کہ وہ کسی بھی ملک
میں داخل ہونے کے لئے بنیاد ہو؟

جواب ١٧): - مومنہ عورت پر پردہ اور حجاب واجب ہے، اس لئے کہ
اس کے چہرہ یا بدن کے کسی بھی حصہ کا کھلنا فتنہ ہے، قرآن مجید میں
فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن
وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ [سورة الأحزاب: ٥٣]
”جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے
طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے“۔
(٥٣/٣٣) چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ وضاحت کردی کہ پردہ دل کے لئے
پاکیزگی ہے، اور بے حجابی سبھوں کے دل کے لئے خطرہ ہے۔ اور اللہ
جلّ وعلیٰ کا یہ بھی فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ
وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن
يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾ [سورة الأحزاب: ٥٩] ”اے نبی! اپنی بیویوں سے اور
اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے

اوپر اپنی چادریں لٹکالیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو
کرے گی پھر ستائی نہیں جائیں گی''۔ (۳۳/۵۹) اور ''جلباب'' عام لباس
کے علاوہ اس لباس کو بولتے ہیں جسے عورت اپنے سر اور بدن پر ڈال
ہے اور اس کے ذریعہ اپنے چہرہ اور بدن کو ڈھکتی ہے۔اور اللہ ﷻ
فرمان ہے: ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَا
بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي
إِخْوَانِهِنَّ﴾ [سورۃ النور: ۳۱] ''اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے ظاہر
کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے
اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے
اپنے بھتیجوں کے''۔ (۲۴/۳۱) چنانچہ عورت کے لئے اجنبی مرد سے جو
اس کا محرم نہیں ہے چہرہ وغیرہ کو ڈھکنا ان آیات کریمہ کے عموم کی رو
میں واجب ہے، اور اس لئے کہ چہرہ فتنہ ہے، نیز عورت کی سب سے
زیادہ زینت اس کے چہرہ میں ہی ہے۔لیکن نقاب استعمال کرنے میں
جس کے اندر ایک آنکھ یا صرف دونوں آنکھوں کے لئے ہی سوراخ

بنائے گئے ہوں کوئی حرج نہیں ہے، اور جب مومنہ عورت کے لئے
مومن مرد سے پردہ کرنا ضروری ہے تو کافر سے بدرجۂ اولیٰ کرنا ہوگا۔
اور اگر کافر شروع میں پردہ کو معیوب سمجھیں بھی تو بسا اوقات وہ کسی چیز کو
معیوب سمجھتے ہیں لیکن یہ بتانے کے بعد کہ یہی اسلامی شریعت ہے انہیں
بات سمجھ میں آجاتی ہے۔

سوال ۱۸): - اولاد نہ ہونے کے لئے نس بندی کا کیا حکم ہے؟ میرا
مقصد یہ ہے کہ اطباء کے توقعات کے مطابق موجودہ اور مستقبل کے طبی
اسباب کو مدّنظر رکھتے ہوئے حمل روکنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۸): - ضرورت کے تحت رحم نکال دینے میں کوئی حرج نہیں
ہے، ورنہ واجب یہ ہے کہ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے؛ کیونکہ نبی
ﷺ نے نسل کی بڑھوتری کی رغبت دلائی ہے، اور امت کی کثرت کے
اسباب کی طرف بلایا ہے۔لیکن جس طرح شرعی مصلحت کے پیشِ نظر
وقتی طور پر حمل روکنا جائز ہے اسی طرح ضرورت کے پیشِ نظر رحم نکال
دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال ۱۹):-حمل کے چیک اپ کے بعد اگر حمل کی مدت کے دوران بچہ کی خلقت میں عیب اور کمی ظاہر ہوئی تو کیا ایسی صورت میں مدتِ حمل مکمل ہونے سے پہلے حمل ضائع کرنا جائز ہے؟

جواب ۱۹):-ایسا کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دینا واجب ہے، ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کی حالت بدل دے، اور بسا اوقات ڈاکٹر حضرات مختلف گمان کیا کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ ان کے سارے گمان کو باطل کر دیتا ہے اور بچہ بالکل صحیح سالم پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوشی اور غمی دونوں کے ذریعہ آزماتا ہے، چنانچہ محض طبیب کے سامنے بچہ کے اندر کمی ظاہر ہونے کے سبب اس حمل کو ضائع کرا دینا جائز نہیں ہے، بلکہ اسے اپنی حالت پر باقی رکھنا واجب ہے۔ اور اگر فی الحقیقت کمی ہی پائی گئی تو بھی اس پر اللہ کی تعریف ہے، اس کے والدین اس کی تربیت کرنے اور اس پر صبر کرنے کی طاقت رکھتے ہیں، اور انہیں اجرِ عظیم عطا ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے حکومتی تربیت گاہوں کے سپرد کر دیں جو ان کے لئے خاص ہیں، اور اس میں کوئی

حرج نہیں ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حالات بدل جائیں چنانچہ اطباء کو پانچویں یا چھٹے مہینہ میں حمل میں کمی کا وہم وگمان ہو لیکن حالات بہتر ہو جائیں، کمی کے اسباب ختم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا کر دے۔

سوال ۲۰):-خنثیٰ (ہجڑا) کا اگر مذکر یا مونث ہونا واضح نہ ہو سکے، تو کیا اس کے ساتھ عورتوں جیسا معاملہ کیا جائے گا؟ اور کیا جو چیزیں عورتوں پر لازم آتی ہیں جیسے عدت گذارنا اور اس سے متعلقہ مسائل وہ اس پر بھی لازم آئیں گی؟

جواب ۲۰):-خنثیٰ (ہجڑا) کی بابت شریعت میں تفصیل ہے، چنانچہ بلوغت سے پہلے اس کا مذکر یا مونث ہونا مشتبہ ہوتا ہے؛ کیونکہ اس کے پاس مرد اور عورت دونوں کی شرمگاہ ہوتی ہے، لیکن عام طور پر بلوغت کے بعد اس کا مرد یا عورت ہونا واضح ہو جاتا ہے، چنانچہ اگر اس کے عورت ہونے کی نشانی ظاہر ہو جائے جیسے اس کے پستان کا گول ہونا، یا حیض آنا یا عورت کی شرمگاہ سے پیشاب آنا تو اس پر عورت ہونے کا حکم

لگے گا، اور محفوظ طبی علاج کے ذریعہ اس کے مردانہ عضو تناسل کو ختم کر
جائے گا، اور اگر اس کے مرد ہونے کی نشانی ظاہر ہو جائے جیسے داڑھی
نکلنا، مرد کی شرمگاہ سے پیشاب آنا وغیرہ جسے کہ اطباء جانتے ہیں تو اس
پر مرد ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اس کے ساتھ مردوں جیسا سلوک کیا
جائے گا۔ لیکن کوئی ایک چیز واضح ہونے سے پہلے تک اس کا معاملہ
موقوف ہوگا۔ چنانچہ جب تک اس کا مرد یا عورت ہونا واضح نہ ہو جائے
اس کی شادی نہیں ہوگی۔ علماء کا کہنا ہے کہ بلوغت کے بعد اس کا معاملہ
واضح ہو جاتا ہے۔

سوال ۲۱): - انسان کے جسم کے کسی زائد حصہ کو جیسے انگلی وغیرہ کو کاٹنے
کا کیا حکم ہے؟ کیا اسے کچرے کے ساتھ پھینک دیا جائے یا اکٹھا
کر کے کسی شخص کو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی ذمہ
داری دی جائے؟

جواب ۲۱): - دونوں چیزوں کی گنجائش ہے، چنانچہ اس کا حکم انسان کے
حکم نہیں ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اسے کچرے میں پھینک

دیا جائے یا بطورِ احترام اسے زمین میں دفن کر دیا جائے اور یہ چیز بہتر
ہے۔ اور اگر ایسا نہیں کیا گیا تو جیسا کہ ابھی ہم نے بتایا ہے کہ الحمد للہ
دونوں چیزوں کی گنجائش ہے۔ چنانچہ اسے غسل دینا یا دفن کرنا واجب
نہیں ہے، سوائے اس بچہ کے جس نے رحمِ مادر میں چار مہینے کی مدت
پوری کر لی ہو، لیکن اگر محض گوشت کا ٹکڑا ہو جس میں روح نہ پھونکی گئی
ہو، یا انگلی کا ٹکڑا یا اس جیسی چیز ہو تو پھر اس کے اندر گنجائش ہے، لیکن
اچھی جگہ پر دفن کرنا ہی بہتر اور افضل ہے۔

سوال ۲۲): - میرے پاس کچھ شراب نوش اور نشے باز مریض بھی آتے
ہیں جنہوں نے اس نشہ کے سبب زنا یا لواطت جیسے جرم کا ارتکاب کیا ہوتا
ہے، تو کیا مجھے ان کی مخبری کرنا ہوگی یا نہیں؟

جواب ۲۲): - آپ پر نصیحت کرنا واجب ہے آپ انہیں نصیحت کریں
اور توبہ کی دعوت دیں اور ان کے معاملہ کو چھپائے رکھیں، اس کی خبر دے
کر انہیں رسوا نہ کریں، نیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر ان
کی مدد کریں، اور انہیں یہ خبر دیں کہ جو بندہ توبہ کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے

توبہ کو قبول فرماتا ہے، اور دوبارہ اس طرح کے گناہ کرنے سے انہیں ڈرائیں؛ کیونکہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [التوبة: ۷۱] ''مومن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں''۔ (۹/۷۱) اور اللہ ﷻ کا یہ فرمان بھی ہے: ﴿وَالْعَصْرِ ☆ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ☆ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ [سورة العصر] ''زمانے کی قسم، بے شک انسان گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی''۔ (۱۰۳/۱-۳) اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''دین نصیحت ہے''۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''جس نے کسی مسلم کے عیب کی پردہ پوشی کی اللہ اس کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے گا''۔ (دونوں حدیثیں امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہیں) اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا

ہے۔

سوال ۲۳): - کسی ایڈز کے مریض شخص کے متعلق اطباء کا خیال ہے کہ اس کی دنیا کی زندگی بہت مختصر سی باقی رہ گئی ہے، تو ایسے وقت میں اس شخص کی توبہ کا کیا حکم ہے؟

جواب ۲۳): - اس پر جلد از جلد توبہ کرنا ضروری ہے، موت کے پل ہی میں کیوں نہ سہی؛ کیونکہ عقل باقی رہنے تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ چنانچہ اس پر توبہ کے لئے جلدی کرنا اور برائی سے دور رہنا واجب ہے، اگرچہ اطباء یہ کہیں کہ تمہاری بہت تھوڑی سی زندگی باقی رہ گئی ہے؛ کیونکہ زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اور بسا اوقات ان کا گمان غلط ہوتا ہے چنانچہ وہ بندہ لمبی عمر تک جیتا ہے۔ بہرحال اس پر اسی لمحے توبہ اور سچائی کی طرف جلدی کرنا واجب ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ۳۱] ''اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ''۔ (۲۴/۳۱) اور فرمان

باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾ [طـه: ۸۲] ”ہاں بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں ایمان لائیں نیک عمل کریں اور راہِ راست پر بھی رہیں“۔ (۲۰/۸۲) اور نبی ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ کو غرغرہ سے پہلے تک قبول کرتا ہے“۔ (احمد، ترمذی اور ابن ماجہ) اس کا مطلب یہ ہے کہ: موت کے وقت خرخر کرنے کی آواز آنے، اور احساس وشعور کے ختم ہونے سے پہلے تک (اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرماتا ہے)۔ اللہ ہی مددگار ہے۔

سوال۲۴): ۔ کچھ کارکنان ذاتی مصلحت کے پیشِ نظر اپنے رئیس کو معتبر یا غیر معتبر عذر پیش کر کے اجازت لے کر ڈیوٹی سے فرار ہو جاتے ہیں، تو کیا اگر منیجر کو اس بات کا علم ہو کہ اس کا عذر صحیح نہیں ہے، پھر بھی اسے اجازت دیدے تو اس کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگا؟

جواب۲۴): ۔ کسی بھی شعبہ کے رئیس، منیجر یا ان کے قائم مقام شخص کے لئے ایسی چیز پر موافقت دینا جس کے جھوٹ ہونے کا اسے یقین ہو جائز نہیں ہے، بلکہ اس پر تحقیق کرنا واجب ہے چنانچہ اگر سخت ضرورت

کے پیشِ نظر اجازت لی گئی ہو اور اجازت کے سبب ڈیوٹی کو کوئی نقصان نہ پہنچ رہا ہو تو پھر اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ ایسے بہانے جن کے غیر معتبر ہونے کا رئیس کو علم ہو یا اسے غالب گمان ہو کہ وہ بہانے باطل ہیں تو پھر ایسی صورت میں اس پر واجب یہ ہے کہ اسے اجازت نہ دے اور نہ ہی اس کی موافقت کرے؛ اس لئے کہ یہ امانت کے اندر خیانت ہے، اور جس نے اسے امین بنایا ہے اس کے لئے اور مسلمانوں کے لئے بھی اس میں خیر خواہی نہیں ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری کے متعلق سوال کیا جائے گا)۔ (بخاری ومسلم) اور یہ امانت ہے، جس کے متعلق اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ الآية [النساء: ۵۸] ”اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ“ (۴/۵۸)۔ اور مومنوں کی خوبیوں میں اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾ [المؤمنون: ۸] ”جو اپنی امانتوں اور وعدے کی

حفاظت کرنے والے ہیں"۔ (۸/۲۳) اور فرمانِ باری تعالیٰ یہ بھی ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [الأنفال: ٢٧] "اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول (کے حقوق) میں جانتے ہوئے خیانت مت کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو"۔ (۸/۲۷)

سوال ۲۵): - ہسپتال میں چارپائی غیر قبلہ کی طرف رکھی جانے کے سبب کچھ مسلمان مریض کی وفات غیر قبلہ کی جہت ہی ہو جاتی ہے؟

جواب ۲۵): - اس میں کوئی حرج نہیں ہے، سنت یہ ہے کہ اگر ممکن ہو سکے تو موت کے وقت مریض کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے، ورنہ کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال ۲۶): - اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ کوئی شخص اس فارمیسی سے دوا لے کر جس کا کہ وہ منیجر ہے دوسرے مریض کے پاس دوسرے ہسپتال میں، یا گھر میں بھیجتا ہے، اور اس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص مسلم ہے اور یہ دوائیں فروخت کے لئے نہیں ہیں؟

جواب ۲۶): - اس امر میں نظام اور اوامر کی پابندی ضروری ہے، چنانچہ اگر فارمیسی ہسپتال کے لئے خاص ہے اور اس ہسپتال سے مراجعہ کرنے والوں کے علاوہ دوسرے مریضوں کے لئے دوائیں نہ دی جاتی ہوں، تو واجب یہ ہے کہ اس فارمیسی کی دوائیں اس ہسپتال کے مراجعین کو ہی دی جائیں دوسرے ہسپتال میں منتقل نہ کی جائیں، کیونکہ ہر ہسپتال کے لئے خاص فارمیسی ہے چنانچہ حکومتی اوامر کے پیشِ نظر دوائیں منتقل نہ کی جائیں۔ لیکن اگر وزارتِ صحت کی طرف سے فارمیسی کو دوسری جگہوں پر بھی دوائیں تقسیم کرنے کی اجازت ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ نظام کی پابندی واجب ہے، اور اس میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

سوال ۲۷): - جو شخص اذان سنتا ہے لیکن مسجد نہیں جاتا، بلکہ ہر وقت کی نماز گھر میں یا جس ڈپارٹمنٹ میں کام کر رہا ہے وہیں پر پڑھتا ہے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب ۲۷): - یہ جائز نہیں ہے، بلکہ اس پر واجب یہ ہے کہ اذان سن کر

مسجد جائے ؛ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو اذان سن کر مسجد نہیں آیا تو اگر کوئی عذر نہ ہو تو اس کی نماز نہیں ہوتی''۔ (ابن ماجہ، دار قطنی، ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ عذر کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ''ڈر یا بیماری''۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اندھا شخص آیا، اس نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! مسجد تک لانے کے لئے میرا کوئی رہبر نہیں ہے، تو کیا میرے لئے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم اذان سنتے ہو؟''۔ اس نے کہا: ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم مسجد میں حاضر ہو''۔ (مسلم نے اسے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے)

چنانچہ جب اندھے کو جس کا کوئی رہبر نہیں ہے اسے اجازت نہیں دی گئی تو اس کے علاوہ کو بدرجۂ اولیٰ اجازت نہیں ہو سکتی۔

لہذا وقت مقررہ پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے جلدی کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے، لیکن اگر دور ہو اذان نہ سن پاتا ہو تو گھر میں نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر مشقت برداشت

کر کے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو یہ اس کی خاطر بہتر اور افضل ہے۔

سوال ۲۸): - شعبۂ صحت میں کام کرنے والے بعض کارکنان اپنی ذمہ داری نبھانے کی خاطر خاص کر رات کے آخری حصہ میں آئی سی ڈپارٹمنٹ میں اطباء کے مخصوص دفتروں میں اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور جب انہیں یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ اس کی خاطر کوئی مناسب حل اختیار کرنے کی ضرورت ہے، تو وہ ذمہ داروں کو اس کا قصوروار ٹھہراتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ اس سے متعلق کچھ ارشاد و توجیہ فرماتے۔

جواب ۲۸): - واجب یہ ہے کہ بھروسہ مند حضرات اس ذمہ داری کو نبھائیں، لیکن اگر عورتوں کی ضرورت پڑے تو پھر ایسی صورت میں عورتوں کی ایک جماعت موجود ہوتا کہ (اجنبی مردوں کے ساتھ) تنہائی نہ ہو سکے، اور جماعت سے مراد دو یا اس سے زیادہ عورتیں ہیں جو مستقل ایک جگہ پر ہوں اور مرد حضرات مستقل الگ جگہ پر ہوں، عورتیں عورتوں

کی عیادت کے لئے ہوں اور مرد مردوں کے لئے، چنانچہ مرد کے لئے اجنبی عورت کے ساتھ دن یارات کے کسی بھی حصہ میں تنہا ہونا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی طبیب یا دوسرے شخص کے لئے طبیبہ یا مریضہ کے ساتھ تنہا ہونا جائز ہے؛ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے کیونکہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے''۔ (احمد و ترمذی)

سوال ۲۹):- اپنے ڈپارٹمنٹ کے سربراہ کو بطور ہدیہ قیمتی چیزیں دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۲۹):- یہ غلط ہے، اور بہت زیادہ برائیوں کا وسیلہ ہے، چنانچہ سربراہ پر واجب ہے کہ وہ ہدیہ قبول نہ کرے، کیونکہ بسا اوقات یہ رشوت بھی ہوسکتی ہے نیز مداہنت اور خیانت کا سبب بھی بن سکتی ہے، سوائے اس صورت میں کہ اسے اپنی خاطر نہ لیا ہو بلکہ ہسپتال اور ہسپتال کی مصلحت کی خاطر لیا ہو، اور ہدیہ دینے والے کو اس بات کی خبر بھی دیدے کہ: یہ ہسپتال کی مصلحت کی خاطر لے رہا ہوں اپنی خاطر نہیں۔

بہرحال احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نہ تو اپنی خاطر ہدیہ لے اور نہ ہی ہسپتال کی خاطر اس لئے کہ بسا اوقات یہ اپنے لئے لینے کا سبب بھی بن سکتا ہے، اور اس کے متعلق برا گمان کیا جاسکتا ہے۔ نیز اس وجہ سے ہدیہ دینے والا اس کے ساتھ جرأت سے بھی پیش آسکتا ہے، اور یہ بھی کہ اپنے معاملات کو دوسروں کی بنسبت بہتر بنا کر پیش کرسکتا ہے۔ اس کی دلیل یہ واقعہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کی خاطر بھیجا تو اس نے آکر کہا کہ: یہ آپ کے لئے ہے، اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے اس پر انکار کیا، اور لوگوں کو خطاب فرمایا: ''تم میں سے اس شخص کو کیا ہوگیا ہے کہ ہم اسے اللہ کے معاملات میں سے کسی معاملہ پر مامور کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تمہارے لئے ہے، اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے، وہ اپنے والد یا والدہ کے گھر میں بیٹھا کیوں نہیں رہا تاکہ دیکھے کہ اس کے پاس ہدیہ آتا ہے؟''۔ (مسلم نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت کے ہر شعبہ کے

اندر کام کرنے والے موظف پر واجب ہے کہ جو ذمہ داری اس کے سپرد ہے اسے نبھائے، اور اس عمل کے سبب وہ ہدیہ نہ لے، اور لینے کی صورت میں اسے بیت المال کے اندر جمع کرادے، چنانچہ اس صحیح حدیث کی روشنی میں اپنے نفس کی خاطر ہدیہ لینا جائز نہیں ہے، اور اس لئے بھی کہ یہ برائی اور امانت میں خیانت کا وسیلہ ہے۔ لاحول ولا قوة إلا بالله. اللہ کی مدد کے بغیر نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کسی چیز سے بچنے کی قوت۔

مفتی عام مملکت سعودی عرب

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

-رحمہ اللہ-